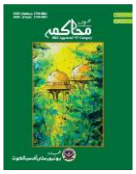

علمی و تحقیقی مجلہ "محاکمہ" یونیورسٹی آف سیالکوٹ

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

ڈاکٹر راحیلہ بی بی، پوسٹ ڈاکٹورل فیلوشپ اسکالر، اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، پاکستان

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو شہید بے نظیر بھٹو وومن یونی ورسٹی پشاور

ڈاکٹر محمد جاوید خان، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، آزاد جموں وکشمیر یونی ورسٹی مظفر آباد

تثلیث غم کا شاعر: طلعت شبیر

Three Layers of melancholy in Talat Shabbir’s Poetry

Dr. Raheela bibi, Post Doctorate fellowship Scholar, IRI, IIUI .Pakistan

Assistant Professor, Urdu Department, SBBWUP

Dr. Muhammad Javed, Department of Urdu, AJK University Muzaffarabad

Abstract

In Dr Talat Shabbir's poetry, the sorrow of life, the sorrow of time, and the sorrow of humanity are three central axes that seem intertwined. And three central axes Talat Shabbir's poetry cannot be divided into separate parts because these three aspects are intertwined. Dr.Talat Shabbir has summarized his sensitive attitudes, inner observations, the psychology of emotions, and the thoughts that find a place in consciousness in his ghazels as a manifestation of artistic beauty. In an effort to express his inner feelings through ghazels and psychological evidence through poems, he has been able to present such works of art. Which Dr. Talat Shabbir has called the purification of positive and negative attitudes, studying it becomes a great source of catharsis for every reader.

Keywords: Sorrow, Humanity, Sensitive, Psychology, Poetry.

کلیدی الفاظ: غم، انسانیت، جذبات، نفسیات، شاعری،

شعری مجموعہ "الگ راستوں کا دکھ" کے تخلیق کار طلعت شبیر کے کلام میں غمِ جاناں، غمِ دوراں اور غمِ انساں تین ایسے مرکزی محور ہیں جو ایک دوسرے میں گندھے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ نئے اور اچھوتے موضوعات ثلاثہ جو طلعت شبیر کی شاعری میں مرکزی حیثیت سے موجود ہیں ان کو الگ الگ حصوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ تینوں رُخ باہم پیوستہ ہیں، وجہ یہ ہے کہ شاعر الگ راستوں کا دکھ سہہ کر بھی راستہ الگ کرنے پہ رضامند نہیں کیونکہ طلعت شبیر اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ راستے الگ ہو جائیں تو منزل بھی تقسیم ہو جاتی ہیں۔ شاعر کی نظر میں راستے جغرافیائی معنوں کے لیے تخلیق نہیں کیے گئے بلکہ یہ تو زندگی کا حسن اور مقاصد کے استعارے ہیں۔

"شاعری میں ایک بڑی جہت شاعر کے اپنے وجود کی ہوتی ہے کسی سہ جہتی تصویر کی طرح
جس کینوس پر ابھرتی ہے وہ کینوس شاعر کا اپنا باطن ہوتا ہے"(1)

طلعت شبیر کی شاعری میں ان کی ذات کے تمام رنگ نمایاں ہیں، چاہے سرشاری کا رنگ ہو یا رجائیت کی کیفیت ہو، غم کا اظہاریہ ہو یا ہجر کا نشہ یا درد کی لطافت، ان کا شعری کینوس یک رنگ دکھائی نہیں دیتا۔ اس کینوس میں رنگ بھرنے میں شاعر کے ساتھ ساتھ قاری بھی ان تمام کیفیات سے گزرتا ہے جو شاعر جھیلتا ہے۔ طلعت شبیر خود اس امر کا اعتراف کرتے ہیں:

> "لفظوں کی دنیا میں اپنی ذات اور احساسات کے اظہار کے لیے شاعری ایک خوب صورت میڈیم ہے۔ انسانی زندگی کے بہت سے حساس پہلو ایسے ہیں جو شاعری کے ذریعے بہت خوب صورت انداز میں بیان ہو سکتے ہیں۔ جن کی بطریق احسن وضاحت ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاعری میں مضامین کا تنوع ایک فطری عمل ہے اسی لیے شاعری کبھی خزاؤں کا قصہ ہوتی ہے اور کبھی بہاروں کا رنگ، کبھی خوشیوں کی راگنی ہوتی ہے اور کبھی غم کا نوحہ کبھی امید کا چراغ ہوتی ہے اور کبھی ناامیدی کا گھٹاٹوپ اندھیرا غرض یہ کہ شاعری انسانی زندگی میں ہونے والے تمام واقعات کے پہلوؤں اور انسانی احساست کا احاطہ کیے ہوتی ہے"(2)

ڈاکٹر مقصود جعفری نے طلعت شبیر کی شاعری کے موضوعات کو ان الفاظ میں بیان کیا:

> "شاعر انسان دوست اور آزادی پرست ہوتا ہے۔ڈاکٹر طلعت شبیر کی شاعری غم جاناں کی داستاں، غم دوراں کا بیاں اور غم انساں کی ترجمان ہے یہ تثلیث غم حقیقی شاعری کا غم نہاں ہے"(3)

اردو ادب میں افسانوی مجموعے "جنگل جنگل الجھے ہم" کے خالق اور شعری مجموعے "سلسلے مسافت کے" قلم کار ڈاکٹر طلعت شبیر کا نیا شعری مجموعہ "الگ راستوں کا دُکھ" غزلوں، نظموں اور نثری نظموں کے حوالے سے اپنے اندر دائمیت اور بقا کے بے شمار دلآویز رنگ سمیٹے ہوئے ہے۔ ڈاکٹر طلعت شبیر کے قلم کی روانی اور بیان کی جولانی ان کی بحثیت شاعر دنیائے شعر وادب میں اک اضافے کی موجب تو ہوئی ہی ہے مگر ڈاکٹر موصوف کی بدولت شعری سرمائے میں موضوع کی وسعت، خیال کی رعنائی، معنویت کی دلکشی، فکر کی جاذبیت اور فنی گہرائی کی وجہ سے جو اضافے ہوئے ہیں وہ تحسین کے لائق ہیں۔

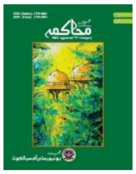

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

بڑے سہمے ہوئے پھرتے ہیں محبت کے امیں   دیکھنا پیار کی نظروں سے بھی ڈر جاتے ہیں (4)

ہر فرد اپنے احساسات کی ترجمانی چاہتا ہے ،وہ اپنی ذات کی نہاں پرتوں کو اظہار کے پلیٹ فارم پر لانا چاہتا ہے۔ حساس طبع افراد کے لیے اظہاریے کی ترجمانی اور بھی زیادہ ضروری ہے اور پھر وہ آپ بیتی جس میں جگ بیتی کے بے شمار نہاں پہلو ہوں ان کا ابلاغ اور اظہار تو اور زیادہ ضروری ہو جاتا ہے اور ڈاکٹر طلعت شبیر نے اپنے حساس رویوں ، باطن کے مشاہدات، جذبات کی نفسیات اور شعور میں جگہ پا لینے والے خیالات کو اپنی غزلوں میں فنکارانہ حسن کا مظہر بنا کر سمیٹا ہے۔ غزلوں کے ذریعے اپنے داخلی جذبات اور نظموں کے ذریعے نفسیاتی شواہد کو بیان کرنے کی سعی میں وہ ایسے فن پارے پیش کرنے کے قابل ہوئے ہیں کہ کہیں ان کا جدت پسند انداز روایت سے آمیزش کرتا دکھائی دیتا ہے اور کہیں روایت اور جدت کا امتزاج کلام کے دروبست کو اساتذانہ مہارت و مقام سے قریب تر کر دیتا ہے۔ جسے ڈاکٹر طلعت شبیر نے مثبت اور منفی رویوں کے تزکیے کا نام دیا ہے۔ اس کا مطالعہ ہر قاری کے لیے کتھارسس کا بڑا ذریعہ بن جاتا ہے۔

پل بھر میں دیکھیے کہ یہاں کیا بدل گیا   کچا گھڑا بدل گیا، دریا بدل گیا

الجھا کے رکھ دیا مجھے گردش نے ساری عمر   میں اپنے جب مدار سے نکلا بدل گیا (5)

شاعر کا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے احساسات اور جذبات کو کمال مہارت سے اشعار کا قالب دے کر اطمینان قلب کا پر لطف احساس حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے لیکن اصل مہارت اور کاملیت تو تب حاصل ہوتی ہے جب شاعر کا اظہاریہ اس کے قاری کے لیے تزکیے اور حظ کا ذریعہ بن جائے اور ڈاکٹر طلعت شبیر کامیاب حد تک اپنے قاری کو ساتھ ساتھ رکھنے اور کتھارسس میں مدد فراہم کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔

قافلے جب دلِ صحرا سے گزر جاتے ہیں   ہجر کے خواب نگاہوں میں ٹھہر جاتے ہیں

دن گزر جاتا ہے اک بھیڑ میں تنہا اپنا   رات ہوتی ہے تو تھک ہار کے گھر جاتے ہیں (6)

طلعت شبیر کی شاعری میں مقامِ حیرت اور عالمِ بے خودی ہے۔ سہل ممتنع کی بہترین مثالیں ان کے اشعار کو دل فریب بنا دیتی ہیں۔ زبانِ بے زبانی سے ان کی شاعری میں سکوتِ گنبدِ بے در کی صدا بن جاتی ہے۔ دل کی دھڑکنوں کے زیر و بم سے ہی آواز دل شکستہ بن جاتی ہے۔ خاموشی ببانگ دُہل حکایت دل بیان کرتی دکھائی دیتی ہے۔ اشکِ خونیں، شمع شب دیجور، داغ دل، نور اور چشم گریاں، رشک چراغ طور ہے۔ ان کی شاعری میں شام کا سماں خلوتِ جاں ہے۔ جب دن ڈھلتا

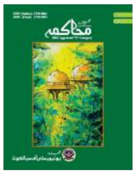

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

ہے تو ڈھلتے سایوں کے ساتھ حساس شاعر ڈوبنے لگتا ہے۔ ڈولتا دل سنبھلتا نہیں۔ دل مچلتا ہے۔ جذبات کا لاوہ اُبلتا ہے۔ ڈاکٹر طلعت شبیر کی غزلیات میں "شام" کا لفظ بطور ردیف استعمال ہوا ہے۔ موسم اور زمان و مکاں کے اثرات انسانی نفسیات پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ یہ ہی نہیں اور بھی بہت کچھ ہے:

جب ڈھلی شام تری یاد کے جگنو چمکے پھر چراغوں کو یونہی طاق میں مر جانا تھا

وہ مرا ساتھ بھی دیتا تو کہاں تک دیتا چاند کو جھیل کے اس پار اتر جانا تھا(7)

ان کے پاس سچ کی پاسداری بھی ہے اور جھوٹ کا ماتم بھی۔ ڈاکٹر صاحب منافقت کا رونا بھی رو رہے ہیں اور اخلاص کے جذبات پر شاداں بھی ہیں۔ قانون فطرت میں خوشیاں، محبت، آسانی، صحت اور امید کا اظہار کرتے ہیں تو ساتھ ہی غموں، نفرت، مشکلات، بیماریوں اور ناامیدی کے در بھی وا کرتے جاتے ہیں۔ یوں شاعر کی شاعری موضوعات کے اعتبار سے زندگی کا ایک حقیقی بیانیہ بن کر ابھر رہی ہے۔

گو زندگی کی گرد میں سارے اٹے رہے پر جس نے زندگی کو سنوارا نہیں رہا

ہم زندگی کی دوڑ میں پیچھے ہی رہ گئے کیا کیجئے کہ دور ہمارا نہیں رہا(8)

ڈاکٹر طلعت شبیر کا موضوع انسان اور انسانیت ہے۔ یوں انسان سے جڑے ہر موضوع، ہر احساس، ہر نفسیاتی پہلو، ہر جزبے اور ہر خیال کو وہ ایک نئی تازگی بخش کو اس انداز میں پیش کر جاتے ہیں۔ کہ پڑھنے والے کو خوشی کا افراطی احساس تو ہوتا ہے مگر منفی رویوں کے مطالعہ سے احساسِ رحم اور ہمدردانہ رویہ پیدا ہونے کی بجائے اس جذبے کو بھی کائناتی حقیقت مان کر، جان کر اور سمجھ کر گلے لگانے کو جی کرتا ہے۔ یہ مہارتیں چند ہی شعرا کے حصے میں آتی ہیں۔ نظیر اکبر آبادی، اکبر الہٰ ابادی، الطاف حسین حالی اور بیسویں صدی کے بیسیوں شعرا نے کمزور طبقے کی محرومی، مایوسی، ناامیدی، جبر، استحصال، ظلم اور اس سب پر بے حسی کا ماتم بھی کیا ہے۔ ڈاکٹر طلعت شبیر کے ہاں بھی یہ موضوعات ہیں۔ مگر پرانی لکیر پیٹنے کے مقابلے میں ڈاکٹر طلعت شبیر نے ان غموں کو نہ صرف گوارہ کرنے کی جسارت کی ہے بلکہ ان کے حل کے لیے انقلابی آواز بلند کی ہے اور درِ انصاف پر دستک دینے کی کوشش بھی کی ہے۔ اور اس احساس پر اکتفا کرنے کا درس دیا ہے کہ کم از کم اپنی ازلی بے حسی کی چادر کو تو اتار پھینکا جائے۔ ڈاکٹر موصوف اصل میں بے حسی کو تمام جرائم سے بڑھ کر جرم قرار دیتے ہیں اور جرائم کے خاتمے کے لیے اولین قدم بے حسی کا خاتمہ ہے۔

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

کیا سنا ہے کبھی تم نے کسی معمار کا دکھ　　　انگلیاں کٹ گئیں فنکار کی خاموشی سے(9)

غزلوں کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر طلعت شبیر نے نظمیں بھی تحریر کی ہیں اور نثری نظموں کا انمول و نایاب خزینہ بھی پیش کیا ہے۔ نظموں میں ڈاکٹر صاحب کا انداز کافی حد تک رومانوی ہے۔ مگر وہ سماجیات پر گہری نظر رکھتے ہوئے اس سماج کو اپنا موضوع بناتے ہیں جس نے انسان کو اپنے جبر کا تابع بنایا ہوا ہے۔ اپنے حساس دل سے اس جبر کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں مگر اپنے قلم کو ہرگز اپنے جذبات کا تابع نہیں رکھتے، بلکہ اپنے فن کے معتدلانہ رویے سے غیر جانبدار رہتے ہوئے ایک ایسا متوازن نقشہ کھینچتے ہیں کہ قارئین محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ڈاکٹر صاحب کی نظموں میں ان کی بصارت مشاہداتی حسن کی دنیائیں دیکھ کر اسے موضوع بنانے کا رُجحان غالب ہے۔ اپنی نوائے درد کو شاعر نے اپنے اشعار میں ڈھال کر قارئین کے سامنے رکھا ہے۔ یہ حساس دل کے گداز ترانے ہیں جو خون کی روشنائی سے تحریر ہوتے ہیں اور قارئین کے دل کو بھی نرم و گداز کرتے جاتے ہیں۔

شہر بیدار ہوا چاہتا ہے　　　کچھ تو اس بار ہوا چاہتا ہے

اک مدت سے تیرے تابع تھے　　　اب کے انکار ہوا چاہتا ہے(10)

ناسٹلجیائی کیفیات انسان پر غالب رہتی ہیں اور ماضی کی تصویری البم خوبصورت واقعات اور دلنشین افراد کی قربت کی جھلکیاں ایک ایک کر کے دکھاتی جاتی ہے اور حال کو بے چین و بے قرار رکھتی ہے۔ محبت کرنے والا انسان اپنے ارد گرد موجود لوگوں اور اشیا سے مانوسیت کا ایک ایسا تعلق قائم کر لیتا ہے کہ محبت کی جڑیں دل میں گھر کر جاتی ہیں اور ان کی جدائی کا روگ بھلائے نہیں بھولتا۔ پھر وہ مانوس چیزیں "بیری کے درخت" ہوں، کچی مٹی کی خوشبو یا گاؤں کی پگڈنڈیاں یا پھر دیس کی بارشیں"۔ ڈاکٹر طلعت شبیر کے پاس گزرے لمحات کا ایک انمول خزینہ ہے۔ جسے وہ کاغذ کے سپرد کر کے آپ بیتی کو جگ بیتی کا روپ دینے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

ناسٹلجیا

پھر کسی یاد کی

پگڈنڈی پر

چلتے چلتے

ہم بہت دور نکل آئے ہیں

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

پھر تخیل سے
کوئی دور پرانا گزرا
جاگتی صبح میں جب
پھول کھلا کرتے تھے
دن تری یاد میں
جلدی سے گزر جاتا تھا
شام کے سائے بھی
کچھ خواب لیے ہوتے تھے
چلتے چلتے یونہی صرصر نے
مرے کان میں سرگوشی کی
زندگی یوں کبھی
تنہا تو نہیں ہوتی تھی
پھر کسی یاد کی
پگڈنڈی پر
ہم بہت دور نکل آئے ہیں(11)

ڈاکٹر طلعت شبیر کو موضوعات کی تلاش میں جسارت، جستجو اور جدوجہد ہر گز نہیں کرنی پڑی ان کا مشاہداتی احساس ،بہت روشن، تیز ترین اور گہرائی تک کی نظر رکھنے والا ایک لامتناہی قوت کا خزینہ ہے وہ اشیا کے داخل میں جھانک سکتے ہیں۔ باطن کا نظارہ ہی نہیں کرتے بلکہ اس کے نہاں خانوں سے پوشیدہ موضوعات کو کھینچ لاتے ہیں اور فنکارانہ اپج سے حسن کاری کے زیور سے آراستہ کر کے قاری کے سامنے سجا کر رکھ دیتے ہیں اور پڑھنے کے لیے یہ موضوعات ہر گز نامانوس، نئے اور اجنبی نہیں دکھائی دیتے۔ یوں موضوعات کی رنگا رنگی نے تنوع کی ایک ایسی فضا ہموار کر رکھی ہے کہ جس میں زندگی کے ہر دو متضاد رنگ اپنی مکمل رعنائی اور آہنگ سا سموئے ہوئے ہیں۔

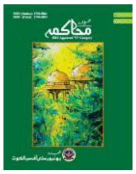

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

حوالہ جات:

1۔ڈاکٹر فاطمہ حسن، "فیض اور تنہائی" مشمولہ "ارتقا" فیض احمد فیض نمبر، ارتقا مطبوعات کراچی، 2012، ص194

2۔ڈاکٹر طلعت شبیر، "الگ راستوں کا دکھ" فرہاد پبلی کیشنز راولپنڈی، 2023ص15

3۔ڈاکٹر مقصود جعفری، تبصرہ مشمولہ۔ڈاکٹر طلعت شبیر، "الگ راستوں کا دکھ" فرہاد پبلی کیشنز راولپنڈی، 2023، ص11

4۔ڈاکٹر طلعت شبیر، "الگ راستوں کا دکھ" فرہاد پبلی کیشنز راولپنڈی، 2023ص73

5۔ ایضاً، ص41

6۔ ایضاً، ص73

7۔ ایضاً، ص89

8۔ ایضاً، ص48

9۔ ایضاً، ص107

10۔ ایضاً، ص33

11۔ ایضاً، ص128